سوال

کیا عقد نکاح کے وقت خاوند پر قبیلے کے سرداروں کو کچھ مبلغ کی ادا کرنا لازم ہے ؟

جواب

لحمد للہ.

ں شخص نے عورت سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ عورت کے باپ کو ایک ہزار دے گا ، یا پھر خاوند اسے ایک ہزار دے گا ، تو دونوں صورتوں میں ہی مہر فاسد ہوجائیگا؛ کیونکہ اس نے شرمگاہ کے مقابلہ میں بیوی کے علاوہ کسی اور کو مال دیا ہے ، اس طرح ان کے ہاں دونوں صورتوں میں عورت کو مہر مثل حا

رت کے باپ کے لیے بیٹی کے مہر سے اپنے لیے کچھ رقم لینے کی شرط رکھنا جائز ہے ، اس لیے اگر اس نے بیٹی کی شادی ایک ہزار بیٹی اور ایک ہزار اپنے لیے پر کی تو یہ اتفاق صحیح ہے ، اور یہ سارا مہر ہی ہوگا ، اس کے سارے مال کی طرح باپ ملکیت کی نیت اور قبضہ کرنے کی صورت میں ہی اس کا مالک بنے

ط رکھی جائے کہ سارا یا کچھ مہر باپ کے علاوہ کسی اور کو ملے گا مثلا دادا یا بھائی یا وہ باپ جس کا مالک بننا صحیح نہیں ، تو یہ مہر مقرر کرنا صحیح ہوگا لیکن شرط لغو ہوگی ، اور سارے کا سارا مہر عورت کو ہی ملے گا کیونکہ اس نے جو شرط رکھی ہے وہ سب شادی کے عوض میں ہے تو اس طرح یہ عورت کا مہر ہوگا .

م (78/5) اسنی المطالب (205/3) الانصاف (248/8) الفقہ الاسلامی وادلتہ (263/9).

را بن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

پ کے لیے جائز ہے کہ وہ بیٹی کے مہر میں سے اپنے لیے بھی کچھ کی شرط رکھ لے ، اسحاق رحمہ اللہ کا قول یہی ہے ، اور مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو اپنے لیے دس ہزار کی شرط رکھی اور اسے حج اور مسکینوں میں خرچ کیا ، پھر کہنے لگے : اپنی بیوی کو بھی تیار کرو "

مروی ہے ، اور عطاء ، طاؤس ، عکرمہ ، عمر بن عبدالعزیز ، ثوری ، ابو عبید کا کہنا ہے ، یہ سارا عورت کے لیے ہوگا "

ر امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

مثل ملے گا ، اور جو مہر مقرر کیا گیا تھا وہ فاسد ہوجائیگا؛ کیونکہ اس فاسد شرط کی بنا عورت کے مہر میں کمی ہوئی ہے ؛ اور اس لیے بھی کہ مہر تو بیوی کو دینا واجب ہے ، اور اس کی شرمگاہ کے عوض میں ہے ، اس طرح وہ مجہول رہے گا ، کیونکہ اس شرط کی بنا پر جو مہر میں کمی ہوئی ہے ہمیں وہ پوری کرنا ہے ، اور یہ مجہو

باپ کے علاوہ کسی اور کے لیے لگائی گئی ہو مثلا دادا یا بھائی یا چچا کے لیے تو یہ شرط ہی باطل ہوگی ، امام احمد نے یہی بیان کیا ہے کہ جو مہر مقرر کیا گیا ہوگا وہ سب عورت کو ملے گا ، ابو حفص یہی بیان کرتے ہیں ، مسئلہ کے ابتدا میں ہم نے جن علماء کے نام ذکر کیے ہیں ان کا قول بھی یہی ہے .

ی رحمہ اللہ کہتے ہیں : اس صورت میں مہر مثل واجب ہوگا ، اور قاضی رحمہ اللہ نے بھی " المجرد " میں یہی بیان کیا ہے " انتہی مختصرا.

ہ (172171/7).

گیا کہ باپ کی اپنی بیٹی پر ولایت ہونے اور اس کے نکاح کا باپ کے ہاتھ میں ہونے کے باوجود اپنے لیے جو شرط رکھے اس میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے ، اور راجح قول یہی ہے کہ مہر میں باپ اپنے لیے کچھ شرط نہیں لگا سکتا ، اور باپ کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولی یہ شرط رکھے تو وہ شرط ہی باطل ہوگی ،

ر دار اور بڑے یا کوئی دوسرا ولی جو شادی کرانے میں مال کی شرط رکھتے ہیں اس کا بطلان اظہر من الشمس ہے ، اور یہ لوگوں کا ناحق مال ہڑپ کرنے کے مترادف ہے ، اور یہ ظالمانہ ٹیکس ہے جو ظالم و جابر لوگوں پر لگا رہے ہیں .

خ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

ں عادت و رسم ہے کہ جب کوئی شخص شادی کرتا ہے تو اس کے لیے شرط رکھی جاتی ہے کہ وہ کچھ مبلغ مثلا بیس ہزار مہر کے علاوہ ادا کرے اور یہ شرط عقد نکاح میں لکھی جاتی ہے ، یہ مبلغ عورت کا باپ یا پھر جو ولی بن کر اس کی شادی کر رہا ہو خود لیتا ہے ، لیکن اس میں سے بیوی کو کچھ نہیں دیا جاتا ، کیا یہ جائز ہے

خ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

ں سوال پر ہمارا جواب یہ ہے کہ : مہر یا کوئی نام کی جو چیز بھی نکاح کے عوض میں دی جاتی ہے یہ بیوی کی ملکیت ہے ؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

ر تم عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی کے ساتھ ادا کرو.

والد یا کسی اور کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس مہر وغیرہ سے اپنے لیے کسی چیز کی شرط رکھے ، لیکن جب عقد نکاح ہوجائے اور خاوند اگر کسی سسرالی رشتہ دار کی تکریم کرنا چاہتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں .

ر اسی طرح جب عقد نکاح مکمل ہوجائے اور بیوی اپنا مہر حاصل کر لے اور لڑکی کا والد اس میں سے کچھ لینا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے "

لیکن عقد نکاح کے وقت یہ شرط رکھنا کہ مہر میں سے کچھ لڑکی کا باپ یا بھائی یا کوئی اور جو عقد نکاح کا ذمہ دار ہے لے گا حرام ہے " انتہی

ب (237236/10).

ر شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے :

سی اور کے لیے جائز نہیں کہ وہ لڑکی کے مہر میں سے کچھ تھوڑا یا زیادہ اپنے لیے رکھنے کی شرط لگائے ، مہر سارے کا سارا بیوی کا حق ہے .

ر سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی سے ادا کرو ، پھر اگر وہ اس میں سے کوئی چیز تمہارے لیے چھوڑنے پر دل سے خوش ہوجائیں تو اسے کھالو اس حال میں کہ مزے دار و خوشگوار ہے النساء (4).

ند سبحانہ و تعالی نے مہر کی اضافت عورتوں کی طرف کی ہے ، اور اس میں انہیں تصرف کرنے کا حق قرار دیا ہے .

عورت کا حق ہے ، اوراس میں اسے ہی تصرف کرنے والی بنایا ہے توپھر مرد یعنی اس کے ولی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس میں سے کچھ اپنے لیے رکھنے کی شرط لگائے ، چاہے وہ ولی باپ ہویا کوئی اور؛ لیکن جب عقد نکاح ہوجائے اور مہر بیوی کی ملیکت میں آجائے تو اس کے باپ کو حق ہے وہ جتنا چاہے ا۔

ب کے علاوہ کسی دوسرے ولی کو حق حاصل نہیں کہ وہ عورت کے مہر سے کچھ حصہ کا مالک بن سکے ، ہاں یہ اور بات ہے کہ عورت عقلمند ورشیدہ ہواور مال میں تصرف کرنے کی اہلیت رکھتی ہواور اپنی مرضی ورضامندی سے ولی کو کچھ دے .

لالچی اور ڈکارنے والے عورتوں کے مہر کھانے سے باز آجائیں ، میرا خیال ہے کہ جب ولی کو یہ علم ہوکہ مہر میں اس کا کوئی حق نہیں ، بلکہ یہ خالصتا عورت کا حق ہے ، اوراگراس نے غیر شرعی طریقہ سے ایک پیسہ میں مہر سے رکھا تو وہ گنہگار ہوگا ، اوراس کا کھانا حرام ہے ، میرے علم کے مطابق اگر معاملہ ایسا ہی

لہ اس طرح کے لالچی اور مال ڈکارنے والے ولی جن کے دل میں رحم نہیں ہے ، اور شفقت ختم ہوچکی ہے وہ مہر سے اپنے لیے بہت زیادہ رقم رکھنے کی شرط لگاتے ہیں ان کے لیے یہ حرام ہے ، حلال نہیں .

ہم اللہ تعالی سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس مشکل میں آسانی پیدا فرمائے " انتہی باختصار

ب (226/10).

ر (2491) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .

اسلام سوال وجواب

140036